عطیات قدرت

اور

دولت کی پیدائش

قرآن وسنت کی روشنی میں

اس میں دولت کی پیدائش کے مختلف شعبے جیسے حیوانات ، بری شکار، مویشیوں سے استفادہ، گھوڑے پالنے کی ترغیب ، مرغبانی، پرندوں کی پرورش، شہد کی مکھی ، نباتات ، جنگل، درخت، سبزی، گھاس، زراعت، باغات، میوے، جمادات، معدنی دولت، سمندر کی اشیاء صنعت وحرفت، جہاز سازی، دھاتی صنعتیں، لوہا، مٹی، کھال، دھاگا اور خیمہ سازی، جنگی لباس، ریشم، زیور، سونا، چاندی، موتی، قالین، فرنیچر، چرم سازی، کھلونا، پتھر تراشی، حمل و نقل وغیرہ سے استفادہ کی شکلوں کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(صدر جمعیت پیام امن لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ۔۲۰ (یو، پی) انڈیا

© جملہ حقوق محفوظ

نام : عطیات قدرت اور دولت کی پیدائش

مصنف : مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

ناشر : مکتبہ پیام امن،
ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ۔۲۰ (یو، پی) انڈیا

کمپوزیٹر : عرفان احمد

اردو ایڈیشن : پہلی بار

تعداد کتب : ۳۰۰۰

سال : ۲۰۱۱

قیمت : ۳۰

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi

Publisher : Maktaba Payam-e-Amn,
Nadwa Road, Daliganj, lucknow-20 (U.P.) India.

Website: www.islamicjpamn.com

E-Mail: jpa_lko@yahoo.com, siddiquilko@yahoo.com

Phone No. 9919042879,9984490150

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)

۲۔ مکتبہ ندویہ ندوۃ العلماء (لکھنؤ)

۳۔ الفرقان بکڈپو، نظیر آباد ۳۱ (لکھنؤ)

۴۔ جامعہ دارارقم، ارقم نگر، محمد پور گونتی (فتحپور) ہسوہ

۵۔ مکتبہ حرمین امین آباد، مرکز والی مسجد (لکھنؤ)

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ نمبر
مقدمہ	۶
اسلامی تعلیم کی خصوصیت	۸
لامتناہی انسانی خواہشات	۱۱
انسانی ضرورتوں میں عطیات قدرت سے استفادہ	۱۳
پیدائش دولت کے مختلف شعبے	۱۳
حیوانات سے استفادہ	۱۹
شکار اور ماہی گیری	۱۹
برّی شکار	۲۰
سامان کی منتقلی	۲۰
مویشیوں سے استفادہ	۲۱
مویشیوں سے مشروبات	۲۱
مویشیوں کا گوشت	۲۲
جانوروں کے ذریعہ کھیتوں کی سیرابی	۲۲
جانوروں کی پرورش	۲۳
گھوڑے پالنے کی ترغیب	۲۴
مرغبانی یا پرندوں کی پرورش	۲۶
رسول اللہ ﷺ کا جانوروں کے پالنے کا حکم	۲۷
شہد کی مکھی سے دولت	۲۷
نباتات سے استفادہ	۲۹
جنگل کے درختوں سے استفادہ	۲۹

موضوع	صفحہ نمبر
سبزی اور گھاس سے استفادہ	۳۰
زراعت اور باغبانی	۳۱
باغات اور میوے	۳۲
نباتات سے استفادہ	۳۲
بڑے پیمانے پر زراعت و کاشت کاری	۳۴
جمادات سے استفادہ	۳۴
معدنی دولت سے استفادہ	۳۴
سمندر کی تہ سے برآمد اشیاء سے استفادہ	۳۵
صنعت وحرفت	۳۷
جہاز سازی	۳۷
دھاتی صنعتوں سے استفادہ	۳۸
برتنوں کا ذکر	۳۸
لوہے کی چادروں کا ذکر	۳۹
مٹی سے بنی صنعتیں یعنی اینٹ وغیرہ سے استفادہ	۳۹
کھال، بال، دھاگا اور خیمہ سازی	۴۰
گرمی اور جنگی لباس کا ذکر	۴۰
ریشم سازی	۴۰
زیور سازی	۴۱
چاندی کے کنگن	۴۱
سونے کا ذکر	۴۱
موتیوں کا ذکر	۴۲
قالین اور فرنیچر سازی	۴۲

موضوع	صفحہ نمبر
صنعت چرم سازی	۴۲
جوتوں کا ذکر	۴۳
کھلونا سازی	۴۴
پتھر تراشی کا کام	۴۵
مہارت	۴۶
خوشنما طریقہ	۴۶
حمل ونقل	۴۷
انسانی فطرت کی وسعت	۴۹

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر شخص اپنے اندران گنت آرزؤں اور تمناؤں کا ایک سمندر لیکر پیدا ہوتا ہے۔ جس نے اس کی فطرت بنائی ہے، اسی نے ان چیزوں کو اس کی فطرت کے سامنے بنا سنوار کر پیش کیا ہے۔ گویا اشیاء کی خواہش بھی فطری ہے۔ ان ہی تمناؤں اور آرزؤوں کو پورا کرنے کے لیے انسان مال و دولت کا دلدادہ بنا ہے۔

غرض معیار زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے ہر شخص پیدائش دولت کی فکر میں سرگرداں ہے۔ اسلامی معاشیات نے اس سرگردانی کو جائز قرار دیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی ایسی پابندیاں لگا دی ہیں کہ انسان اعتدال کی حد سے آگے بڑھنے نہ پائے تا کہ سرمایہ داری کی خرابیوں سے انسانی معیشت و معاشیات محفوظ رہیں۔ نہ صرف یہی بلکہ معاشی جدوجہد اخلاق اور دینداری میں ترقی ہو۔

پھر یہ بتایا ہے کہ انسان اپنی محنت، سرمایہ اور تنظیم کے ذریعے عطیاتِ قدرت پر عمل کر کے کن کن شکلوں سے نفع اٹھا سکتے ہے۔

پیدائش دولت کے ذریعوں سے عام طور پر غفلت برتی جاتی ہے اور کچھ اس لیے بھی کہ غلط مشوروں نے انسان کی عملی قوتوں پر جو افسردگی طاری کر دی تھی ان کو نشاط سے بدلنے کے لیے خود قرآن کریم نے استفادہ کے ذریعوں پر بحث کی ہے، چنانچہ واضح کیا گیا ہے کہ قرآن مجید تمام تر دینی کتاب ہونے کے باوجود کسی نہ کسی پیرایے میں اس نے پیدائش دولت کے عام ذریعوں کا تذکرہ کیا ہے۔ حیوانات، نباتات اور جمادات سے استفادے کی مختلف شکلوں کو پیش کرتے ہوئے زراعت، صنعت و حرفت اور حمل و نقل کے وسائل پر

بحث کرتا ہے۔

حصول معاش کی جدوجہد کے متعلق رسول اکرمؐ کا جو طرز عمل تھا، مسلمان اگر اپنے پیغمبر ﷺ کے منشاء پر چلنے کو اپنی سعادت قرار دیں تو شاید مشکل ہی سے کوئی مسلمان بے کار یا بے روزگار رہ سکتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جہاں زندگی کے مختلف شعبوں میں رسول اکرمؐ نے رہنمائی کی ہے وہیں آپؐ نے معاشیات اور دولت کے حصول پھر اس کے استعمال کی طرف پوری رہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ والسلام

دعاؤں کا طالب

محمد سرور فاروقی ندوی
دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، یوپی

اسلامی تعلیم کی خصوصیت

اسلامی تعلیم کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ اس نے دین اور دنیا کو الگ نہیں کیا۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہے یہیں ہے آخرت میں کچھ نہیں۔ اس عقیدے کا لازمی نتیجہ یہی نکل سکتا ہے جو یورپ میں نکلا۔ ہر شخص اور ہر شخص کے تمام ذرائع صرف اپنے لیے خاص ہو کر رہ گئے۔

دوسروں کے متعلق اس پر کوئی ذمہ داری نہ رہی بلکہ کمزوروں کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر زور والے اپنا زور بڑھانے لگے اور اس راہ میں وہ اتنی دُور تک چلے گئے کہ یورپ کے سامنے وہ ''معاشی عفریت'' آ کھڑا ہوا جس کا نام سرمایہ داری نظام ہے۔ وہ ''معاشی عفریت'' جس کی پرورش خود سرمایہ داروں نے کی تھی، آج وہی ان سرمایہ داروں کو نگل جانے کی دھمکیاں دے رہا ہے، بلکہ سچ پوچھیے تو اس نے نگلنا شروع کر دیا ہے۔ لیکن اسلام نے ایک طرف جہاں اس کا اعلان کیا تھا کہ یہاں جو کچھ ہے سب آدمی کے لیے ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ مسلسل اُس نے یہ بھی تلقین کی اور اس تلقین سے اس کا ''خدائی منشور'' معمور ہے کہ ہر شخص جس طرح اپنے لیے ذمہ دار ہے، اسی طرح وہ اپنے خاندان، اعزہ اقرباء کے لیے بھی، اپنی قوم و ملک کے لیے بھی، اور اپنے ابنائے جنس کے لیے بھی علیٰ قدر مراتب ذمہ دار ہے اور لازم ہے کہ وہ اپنی دولت سے خود نفع اٹھاتے ہوئے دوسروں کو بھی نفع پہنچائے۔ اسلام کی زبان سے یہ منادی کرائی گئی کہ اس طرح اپنی کمائی ہوئی دولت سے دوسروں کو نفع پہنچانے والا زندگی کے بلند درجوں پر پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً قرآن شریف میں ارشاد ہوتا ہے کہ

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۱۷۷)

نیکی اس میں نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق، مغرب کو کر لو بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لے آ اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی کرتا ہو، اور زکوٰۃ دیتا ہو۔

انسان کو فطری خودغرضی کی راہوں پر ڈال کر یہ واقعہ ہے کہ معاشی پیچیدگیوں کا ایک ایسا حل دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے جس کے متعلق بلا مبالغہ یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ آخرت و دنیا کی تعمیر کا کام مسلسل انجام پاتا چلا جاتا ہے۔ اور ایسے سہل و آسان طریقے سے یہ کام انجام پاتا ہے کہ ہر خاص و عام شعوری و غیر شعوری طور پر انسانی معاش کے نظام صالح کا ایک مفید پُرزہ بن جاتا ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ ایک خاص تشریح و تفہیم کے قالب میں تعاون دین و دنیا کے مذکورہ بالا اسلامی اصول معاشیات کو پیش کروں۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں قرآن مجید نے انسانی زندگی کے تین دَور قرار دیئے ہیں۔

(۱) موجودہ زندگی سے پہلے کی زندگی جو روح سے متعلق ہے اور جو معاشی بحث سے بالاتر ہے۔

(۲) موجودہ زندگی کے بعد کی زندگی جس کا اصطلاحی نام آخرت ہے۔

(۳) موجودہ زندگی جس کا نام دنیا ہے۔

آخرت یعنی آدمی کی زندگی کا وہ آئندہ دَور جہاں دنیا کی موجودہ زندگی کے

کامیاب ہونے کی صورت میں بڑے اعلیٰ کمالات حاصل ہوں گے، مثلاً ہر وہ چیز جسے حاصل کرنے کیلئے آدمی کا جی چاہے گا ملے گی، جو کچھ مانگے گا دیا جائیگا۔ غرض ارادے کے ساتھ اس چیز کو اپنے سامنے پائے گا جس چیز کا ارادہ کرے گا، زندگی کے اس آئندہ دور کو ''آخرت'' کہتے ہیں۔ اس اُخروی زندگی کی تفصیلوں کا خلاصہ قرآن میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ (سورۂ حٰم سجدہ، آیت نمبر۔۳۱)

اور تمہارے لیے اس میں وہ سب کچھ ہے جو تمہارا دل چاہے گا اور تمہارے لیے وہ بھی ہے جو تم مانگو گے۔

یہ اور اسی قسم کی دوسری عبارتوں میں آپ اُخروی زندگی کی عام کامیابی کو قرآن میں پا سکتے ہیں۔ خاص کامیابی کے ایسے اور مدارج جو انبیاء، مرسلین، صالحین، صدیقین سے متعلق ہیں، ان کے بیان و تفہیم کی یہاں ضرورت نہیں۔

وعدہ کیا گیا ہے کہ زندگی کے اس دَور میں انسان موجودہ دَور کے بعد داخل ہوگا۔ اس کے مذکورہ آثار علمی شرطوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جن کا ماننا اور جن پر عمل پیرا ہونا اس زندگی کے لیے ضروری ہے۔ بہر حال یہ دَور تو موجودہ دَور کے بعد آئے گا اور جب آئے گا اسی وقت اس کی حقیقت بھی واضح ہوگی۔

دنیا انسانی زندگی کا تیسرا دور ہے، جس میں وہ بحالت موجودہ گرفتار ہے۔ وہی حال جس پر قرآنی آیت صادق آتی ہے کہ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ (سورۂ البلد، آیت نمبر۔۴)

ہم نے انسان کو محنت اور مشقت میں پیدا کیا۔

توریت کا یہ مشہور جملہ ہے کہ آدم سے پہلے دَور کی زندگی چھینی گئی تو اُس وقت خدا

نے زمین پر بھیجتے ہوئے ان سے کہا کہ ''تکلیف کے ساتھ تو عمر بھر اس سے کھائیگا تو اپنے منھ کے پسینے کی روٹی کھائے گا جب تک کہ زمین سے پھر نہ جائے۔''

(توریت، پیدائش باب ۳، نمبر ۱۷ سے ۱۹)

موجودہ زندگی کی محنت و مشقت (کبدیت) دراصل ان پیچیدہ مسائل کی بنیاد ہے جسے معاشیات یا معاشی مسائل کہتے ہیں۔

لامتناہی انسانی خواہشات

ہر شخص اپنے اندر آرزؤں اور تمناؤں کا ایک سمندر لے کر پیدا ہوتا ہے۔ سچ پوچھئے تو ان ہی آرزؤں اور تمناؤں نے اس کی زندگی کو نت نئی شکلوں کی گتھیوں میں الجھا دیا ہے۔ مگر اسی کشاکش سے دنیا میں چہل پہل ہے۔ موجودہ زندگی میں جو مشکلیں پیدا ہوئیں قرآن نے ان کا بھی جواب دیا ہے کہ جس فطرت کو لے کر انسان اس زندگی میں قدم رکھتا ہے وہ خود مشکلات کا طالب ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا (سورۂ المعارج، آیت نمبر۔۱۹)

آدمی بڑا لالچی، بے صبر پیدا کیا گیا ہے۔

حدیثوں میں انسانی فطرت کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ مکہ معظمہ میں ممبر پر کھڑے ہوئے بیان کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے ''اگر بنی آدم کو ایک وادی سونے سے بھری ہوئی دی جائے تو دوسری کی خواہش کرے، اور اگر دوسری دی جائے تو تیسری کی خواہش کرے، اور انسان کا پیٹ تو (قبر کی) مٹی کے سوا کسی چیز سے نہیں بھرتا۔''

(بخاری، کتاب الرقاق بروایت سہل بن سعد نیز اسی باب میں یہی روایت ابن عباسؓ سے بھی منقول ہے۔ نیز مسلم وغیرہ۔)

غرض یہ سب انسانی فطرت کی تشریح ہے۔

پھر اسی وسیع طلب کے سلسلے میں انسانی فطرت میں ایک اور جذبہ توجہ کے قابل ہے جس کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۙ

لوگوں میں عورتوں، بچوں، سونے چاندی کے ڈھیر، سدھائے ہوئے گھوڑے اور مویشی کھیتی سے محبت کرنے کی خواہش آراستہ کی گئی ہے۔

(سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۴)

جیسا کہ "زُیِّن" کے فعل مجہول کا اقتضا ہے۔ بظاہر خود انسان کا عیب نہیں، بلکہ جس نے اس کی فطرت بنائی اسی نے ان چیزوں کو اس کی فطرت کے سامنے بنا اور سنوار کر پیش کیا، گویا ان اشیا کی خواہش بھی فطری ہے۔

انسان دولت کا دلدادہ ہے

فطرت کی حدوں سے آگے نکل کر اس عقلی وجود نے اپنے اختیار سے ایک اور نظریے کا اضافہ کیا ہے، جس کا ذکر قرآن نے ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝ وہ یہ سمجھتا ہے کہ مال اس کو خلد (دوام) بخشے گا۔

(سورۂ ہمزہ، آیت نمبر ۳)

ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ تو نہیں ہوسکتا کہ مال اس کو موت کے پنجے سے چھڑاتا ہے، کیونکہ وہ مالداروں کو مرتا ہوا دیکھتا ہے۔ وہ کیسے یہ خیال کرسکتا ہے کہ مال آدمی کے وجود اور حیات کو دوام اور بقا عطا کرتا ہے بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو آدمی سمجھتا ہے کہ معاشی اعتبار سے جس شخص کا معاشرہ میں جو معیار قائم ہو جاتا ہے زندگی کے اس معیار کو خود اس کے لیے یا اس کی آئندہ نسلوں کے لیے جو چیز باقی رکھ سکتی ہے وہ مال و دولت ہے۔

الغرض معیار زندگی کے دوام و بقا ہی کے لیے ہر شخص "سرمایہ" کی فکر میں سرگرداں ہے۔ اسلامی معاشیات نے اس سرگردانی کو جائز تو قرار دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایسی پابندیاں بھی لگا دیں کہ انسان اعتدال کی حد سے بڑھنے نہ پائے اور "سرمایہ داری" کی خرابیوں سے معیشت و معاشرت محفوظ رہے۔

اس باب میں ہم تفصیل سے بتائیں گے کہ اسلامی معاشیات نے انسان کو معاشی جدوجہد میں کس قدر آزادی دی ہے اور پیدائش دولت کے کس قدر راستے اس پر کھول دیئے ہیں تا کہ وہ خود دولت پیدا کرے اور اس دولت کی پیدائش کو بڑھا کر انسان کے معیار زندگی میں اضافہ کرے۔

انسانی ضرورتوں میں عطیات قدرت سے استفادہ

ہر شخص اپنے اندر آرزوؤں اور تمناؤں کا ایک سمندر لیکر پیدا ہوتا ہے۔ "اس کے آرزو کی کوئی حد نہیں۔ قدرت نے اس کی فطرت میں آرزوئیں رکھدی ہیں۔ اس کا ذہن اور اس کا دل ہر وقت نئے نئے مقاصد اور نئی نئی آرزوؤں کا مولد ہے"۔

قرآن پاک انسان کے ان جذبوں اور خواہشوں کی حوصلہ شکنی نہیں کرتا بلکہ اس نے ان خواہشوں اور آرزوؤں کی تکمیل کے لیے خود زمین ہی نہیں بلکہ عالم محسوس کے پورے نظام کو انسان کی تمناؤں اور آرزوؤں کی جولانگاہ بنا کر اس سے کہہ دیا ہے کہ زمین بھی تیری ہے، آسمان بھی تیرا ہے، ہوا بھی تیری ہے، پانی بھی تیرا ہے، تارے بھی تیرے ہیں، چاند بھی تیرا ہے، سورج بھی تیرا ہے۔

پیدائش دولت کے مختلف شعبے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ (خدا نے) آفتاب اور ماہتاب کو تمہارے لیے مسخر کردیا۔

(سورۂ ابراہیم، آیت نمبر ۳۳)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۔ جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے ہی لیے پیدا کیا۔
(سورۃ ابراہیم، آیت نمبر۔۲۹)

اسلامی معاشیات اپنے ماننے والوں پر یہ لازم کرتی ہے کہ زمین میں جو کچھ ہے جب تک اس کی ہر ہر چیز کے متعلق یہ ثابت نہ کرلیں کہ وہ انسان کی کس ضرورت میں کام آتی ہے؟ اور کیونکر اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟ ان کی آسمانی کتاب کی تفصیل مکمل نہیں ہوسکتی۔ خود سرورِ کائنات ﷺ، صحابہ کرامؓ کو عملی تعلیم دیتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے عطیاتِ قدرت سے استفادہ کیا جائے۔ اس بارے میں آپ معمولی معمولی باتوں کی طرف ان کو توجہ دلاتے رہتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ”رسول اکرمؐ نے ایک مری ہوئی بکری دیکھی جو حضرت میمونہؓ کی کسی لونڈی کو صدقہ میں دی گئی تھی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی کھال سے کیوں فائدہ نہیں اٹھاتے؟ لوگوں نے عرض کیا وہ تو مری ہوئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ حرام تو صرف اس کا کھانا ہے“۔

(بخاری، کتاب الزکوٰۃ بروایت ابن عباسؓ نیز بخاری پ ۸، کتاب البیوع اور بخاری کتاب الذبائح والصید نیز بخاری کے علاوہ موطا۔ مسلم وغیرہ میں بھی یہ حدیث درج ہے۔)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً **(سورۃ الروم۔۵۴)** خدا ہی نے تم کو ضعف سے پیدا کیا اور ضعف سے پھر تم میں قوت پیدا کی۔

نیز

نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۔ **(سورۃ الدہر، آیت نمبر۔۲۸)** ہم نے انسانوں کو پیدا کیا اور ان کے رگ، پٹھوں کو مضبوط کیا۔

ان آیات میں پیدائشِ دولت کے ان نکات کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے، جن

کے بل بوتے پر آدمی محنت کرتا ہے، اور تنظیمی تجویزوں کو سوچتا ہے اور ان پر عمل پیرا ہوتا ہے، وہ مکمل انسانوں کی صفت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ **(سورۃ ص:۴۵)** یعنی عملی اور عقلی قوتوں والے

پھر ”اندر“ اور ”باہر“ کے ان سامانوں پر متوجہ کرنے کے بعد قرآن یہ نہیں کہتا کہ یہ سب کچھ تمھارے سامنے اس لیے پھیلایا گیا ہے کہ دیکھا جائے کہ تم ان سے کس حد تک بھاگتے ہو! یا یہ قوتیں اور فکر و نظر، عمل اور اکتساب کی طاقتیں تم کو اس لیے دی گئی ہیں کہ اندازہ ہو کہ تم ان کو کس حد تک معطل کر کے بے کار کر سکتے ہو! بلکہ جیسا کہ ہر قرآن پڑھنے والا جانتا ہے کہ ان اندرونی اور بیرونی سامانوں کی فراہمی پر توجہ دلانے کے بعد قرآن نے یہ اعلان کر دیا کہ یہ جو کچھ ہے انسانوں کی دنیاوی زندگی (الحیوٰۃ الدُّنیا) کا سرمایہ اور پونجی ہے۔ وہی ”القناطیرُ المقنطرۃِ“ والی آیت جس میں سونا، چاندی، کھیت، مویشی، سواریوں کے ساتھ انسان کی فطری، وابستگی کا ذکر ہے ان سب کے متعلق فرمایا جاتا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۔ یہ دنیاوی زندگی کا اثاثہ ہے۔
(سورۃ آل عمران، آیت نمبر۔۱۴)

ظاہر ہے کہ عطیاتِ قدرت کو ہی سرمایہ بنا کر آدمی اس زمین پر اپنی زندگی گزار رہا ہے، چنانچہ آدم کو جب زمین پر بھیجا گیا اس وقت بھی یہ کہہ دیا گیا کہ زمین کے اس کرہ پر جا رہے ہو وہیں تمہارا قیام اور زندگی کی ضرورتوں کا سامان ہوگا۔ **اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:**

وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ **(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۔۳۶)** زمین میں تمہارے لئے ایک وقت تک ٹھکانے (جیون کاٹنے) کا سامان ہے۔“

گویا معاشی طور سے یہ انتظام کر دیا گیا ہے کہ جب تک رہو گے اسی سرمائے سے

کام لیکر اپنی زندگی بسر کرو گے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ محنت، سرمایہ، تنظیم اور قدرتی قوانین جو انسانی معاش کے عاملین پیدائش ہیں۔ ان سب کا تذکرہ کر کے قرآن مسلسل اس کی سند بنی آدم کو عطا کرتا جاتا ہے کہ یہ جو کچھ ہے صرف دیکھنے کے لیے نہیں بلکہ جی بھر کر پورے استفادے کے لیے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا (سورۃ المائدہ، آیت نمبر۔۸۸)

خدا نے جو حلال مرغوب رزق تمہیں دیا ہے کھاؤ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۔۶۰)

خدا کے دیے ہوئے رزق سے کھاؤ اور پیو۔

ایسے لوگ جو وقتی خیالات سے متاثر ہو کر کبھی کبھی ان چیزوں کے استفادے سے ہچکچاتے تھے ان کی تسلی کرتے ہوئے نہایت شفقت اور مہربانی سے

ارشاد ہوتا ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۔۱۶۸)

اے انسانو! جو چیز زمین میں صاف ستھری ہے اُسے کھاؤ۔

بعض موقعوں پر قرآن مجید میں ابر، بارش، لہلہاتی کھیتیاں، مہکتے ہوئے باغ، پھلوں اور اناجوں سے لدی ڈالیاں جو انسانوں کے سامنے ہیں، ان سب کا ذکر کر کے عجیب شان سے فرمایا جاتا ہے کہ

رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ (سورۃ ق، آیت نمبر۔۱۱)

(یہ سب کچھ) میرے بندوں کی روزی کے لئے ہے۔

یہ چند آیتیں تو بطور مثال کے پیش کی گئی ہیں، ورنہ قرآن ایسی ہی آیتوں سے

معمور ہے، اس نے صرف ضروریاتِ زندگی اور راحت کی چیزوں کی حد تک ان اجازتوں کو محدود نہیں رکھا ہے، بلکہ بڑی فیاضی سے زیب و زینت کی چیزوں سے بھی موزوں اور برمحل استفادہ کی اجازت دی ہے اور ان سے استفادہ کرنے کے متعلق جن دلوں میں کچھ تھا، ان سے پوچھا ہے کہ

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ (سورۃ اعراف:۳۲)

کہہ دیجئے کس نے حرام کیا اللہ کی (پیدا کی ہوئی) زینت و آرائش کی چیزوں کو جسے اللہ نے اپنے بندوں ہی کے لیے پیدا کیا۔ اور کس نے حرام ٹھہرایا صاف ستھری اور پاکیزہ غذاوں کو؟

پھر خود ہی رہنمائی کرتا ہے کہ جو چیزیں پیدا کی گئی ہیں، ان میں بعض کا تعلق انسان کی ضروریاتِ زندگی سے ہے اور ان ہی میں بعض تمھاری زیب و زینت، جمال، سنگھار اور آرائش میں کام آتی ہیں مثلاً سواریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ النحل، آیت نمبر۔۸)

گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو پیدا کیا تا کہ تمہاری سواری کا کام دیں اور زینت بنیں۔ اور وہ بھی پیدا کرتا ہے جو تم (عرب) نہیں جانتے۔

صبح و شام آبادی میں مویشیوں کی آمد و رفت سے جو ایک خاص احتمال پیدا ہوتا ہے کہ ان کے جمالیاتی پہلو پر متنبہ کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ:

وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ (سورۃ النحل، آیت نمبر۔۶)

اور تمہارے لیے ان میں جمال رکھا ہے تا کہ تم ان سے صبح و شام فرحت حاصل کرو جب کہ وہ آتے جاتے ہیں۔

انسان جس طرح سواریوں میں جمال پسندی سے فطرۃً کام لیتا ہے اسی طرح لباس میں بھی اس کا فطری حُسن کرتا ہے۔ قرآن میں لباس اور پوشاک کے حُسن کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ (سورۃ الاعراف:۲۶)

اے آدم کی اولاد! میں نے تمہارے لیے لباس اُتارا (پیدا کیا) تا کہ تمہارے شرم کے مقامات کی ستر پوشی ہو اور اس سے جمال اور زینت پیدا ہو۔

یہ ظاہر ہے کہ قرآن براہ راست معاشی کتاب تو نہیں، البتہ معاشیات کے متعلق غلط نظریوں نے جو خاص قسم کے غیر فطری خیالات، مذہب اور دین کے رنگ میں پیدا کر دیے تھے ان کے ازالے کے لیے قرآن کا اتنا بیان کافی ہو سکتا تھا۔

انسان اپنی محنت، تنظیم اور سرمایہ کے ذریعے عطیات قدرت سے کن کن شکلوں میں فائدہ اٹھا سکتا ہے اس کے لیے قدرت نے انسان کو عقل وشعور دیا ہے جس سے کام لیکر وہ ان سے استفادہ کر سکتا ہے اور اس کے لیے وحی کی ضرورت نہیں تھی، لیکن کچھ اس لیے کہ پیدائش دولت یا اس کے ذریعوں سے استفادے کے جو عام طریقے ہیں ان سے بعض اسباب کے تحت عام طور سے غفلت برتی جاتی ہے اور کچھ اس لئے بھی کہ غلط مشوروں نے انسان کی عملی قوتوں پر جو افسردگی طاری کر دی تھی ان کو گرم جوشی سے بدلنے کے لیے اس نے استفادے کے ذریعوں کی رہنمائی کی ہے۔

واضح ہو کہ قرآن مجید نے حصول معاش کے لیے بہت زور دیا ہے۔ پیدائش دولت کے جو عام طریقے ہیں اگر چہ یہ چیزیں براہِ راست عقل سے سیکھنے کی ہیں، لیکن مختلف پیرایوں میں قرآن ان کی طرف اشارہ کرتا ہے، بلکہ قرآن مجید کی مشہور آیت۔

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ (سورۃ النجم، آیت نمبر۔۵۳)

انسان کو اس کے سوا کچھ نہیں ملتا جو وہ کوشش کرے۔

اور ایسی آیتوں کو بجائے آخرت کے دنیا اور آخرت دونوں کا عام اور بنیادی قانون قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص پر اس کی کمائی کی مناسبت سے نتیجے مرتب ہوتے ہیں تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن مجید نے بجائے اشاروں اور کنایوں کے پیدائش دولت کا صراحت سے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا (سورۃ القصص، آیت نمبر۔۷۷)

اپنا دنیاوی حصہ نہ بھول جا۔

یہ تو عام اور مطلق ہدایتیں ہوئیں۔ قرآن مجید اگر چہ کوئی معاشی کتاب نہیں تا ہم کسی نہ کسی پیرایہ میں پیدائش دولت کے عام ذریعوں کا تذکرہ کسی نہ کسی طرح اس میں ضرور پایا جاتا ہے۔

پیدائش دولت کے ان ذریعوں کا بیان اس طرح ہے۔(۱) حیوانات سے استفادہ۔(۲) نباتات سے استفادہ۔ (۳) جمادات سے استفادہ۔(۴) صنعت و حرفت۔(۵) حمل ونقل۔(۶) تجارت۔

حیوانات سے استفادہ

شکار اور ماہی گیری:

اس سلسلے میں سب سے پہلے شکار کا تذکرہ مناسب ہوگا کیونکہ جدید مؤرخین نے اس کو پیدائش دولت کا سب سے قدیم ذریعہ قرار دیا ہے، اور حدیثوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ پہلے جو پیغمبر تھے وہ بھی شکار کرتے تھے۔ قرآن مجید میں برّی اور بحری جانوروں سے شکار کے ذریعے جو معاشی سہولتیں پیدا کی جاتی ہیں ان کا تذکرہ صراحت سے کیا گیا ہے

بحری شکار کے سلسلے میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۔۹۶)

تمہارے لیے سمندری شکار کا کھانا حلال کر دیا گیا۔ محض تمہارے (مقیمین) اور مسافروں کے فائدے کے لیے۔

برّی شکار

وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ (سورۃ المائدہ:۲)

جب احرام سے باہر آؤ تو شکار کرو۔

شکار کے ان عام طریقوں کے ساتھ ساتھ بعض خاص تدبیروں کی طرف راہنمائی بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً:

وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۖ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ (سورۃ المائدہ:۵)

اور سدھے ہوئے شکاری جانور شکار پر دوڑانے کے لیے (تو اس کے شکار سے کھاؤ) اور سکھاؤ ان جانوروں کو جو تم جانتے ہو۔ پس جب وہ شکار کو تمھارے لیے روک رکھیں تو اس میں سے کھاؤ (اور چھوڑتے وقت) خدا کا نام لو۔

اس آیت سے صرف جانوروں کی مدد سے شکار ہی کا حکم نہیں ملتا بلکہ جانوروں اور پرندوں کو سدھانے کے پیشے کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔

سامان کی منتقلی:

پیدائش دولت کے لیے انسان خود جانوروں کی پرورش بھی کرتا ہے اگر ایک طرف ان کے گوشت، پوست، ہڈی، بال، دودھ وغیرہ سے استفادہ کرتا ہے تو دوسری طرف ان سے سواری کا کام لیتا ہے، نیز ان کے ذریعے سے اپنے مال کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر ڈھوتا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں مویشیوں سے استفادہ سے متعلق بھی

مختلف مقامات پر تذکرہ پایا جاتا ہے کہ:

مویشیوں سے استفادہ

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا ۗ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٥﴾ (سورۃ النحل:۵)

اس نے چوپایوں کو تمہارے لیے پیدا کیا۔ جس سے ریشم اور دوسرے فائدے بھی ہیں اور جن میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔

حیوانات سے جو دولت پیدا کی جاتی ہے اس کا قرآن میں مختلف مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ منافع کا ذکر تو میں نے چرم سازی کی صنعت کے ذیل میں آگے کیا ہے۔ مشروبات کے متعلق قرآن فرماتا ہے۔

مویشیوں سے مشروبات

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ﴿٦٦﴾ (سورۃ النحل، آیت نمبر ۔۶۶)

ذرا چوپایوں میں تو سوچو ہم تمہیں جو ان کے پیٹ میں ہے پلاتے ہیں اور گوبر اور خون کے درمیان سے صاف ستھرا دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے مزے کا ہوتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٢١﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ (سورۃ المومنون، آیت نمبر ۔۲۱،۲۲)

ذرا چوپایوں میں تو دھیان کرو تمہیں جو (دودھ) ان کے پیٹ میں ہے پلاتے ہیں اور تمہیں ان سے بے شمار فائدے ہیں اور بعضوں کو تو تم کھاتے ہو، ان پر نیز جہازوں پر تم سوار ہوتے ہو۔

اس بیان کو مزید تفصیل سے ایک جگہ یوں بیان کیا گیا ہے۔

جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ عَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ مومن: ۷۹-۸۰)

تمہارے لئے چوپایوں کو پیدا کیا تا کہ تم ان پر سواری کرو اور ان میں سے بعض کو کھاؤ اور ان میں تمہارے لئے فائدے ہیں اور انہیں اس لئے پیدا کیا کہ تم ان پر سوار ہو کر اپنی دلی خواہش کے مطابق منزل مقصود کو پہنچ جاؤ اور تم چوپایوں اور تیز جہازوں پر سوار کیے جاتے ہو۔

اسی طرح جانوروں کا گوشت بھی غذا کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

مویشیوں کا گوشت

أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۱)

تمہارے لیے جانور حلال کیے گئے مگر وہ جانور جن کا تم سے تذکرہ کیا گیا۔

جانوروں کے ذریعہ کھیتوں کی سیرابی

جانوروں سے کھیتوں کو سینچنے یعنی رہٹ وغیرہ کے ذریعہ زمین کو سیراب کرنے کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ (سورۃ البقرۃ: ۷۱)

’’وہ اللہ فرماتا ہے، کہ وہ گائے نہ کسی کام کاج میں لی گئی ہو، نہ زمین جوتنے میں، اور نہ کھیتی کے سینچائی میں ہو، ہر طرح بے عیب ہو۔

مختصر یہ کہ بعض جانور سواری، زراعت اور مال ڈھونے کے کام آتے ہیں تو بعض کا گوشت غذا کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور بعض کی ہڈیاں، بال، کھال، دودھ وغیرہ کام

آتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ **(سورۃ یٰس، آیت نمبر ۷۱، ۷۲، ۷۳)**

کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اپنے دستِ قدرت سے ان کے لیے چوپائے پیدا کیے جن کے یہ لوگ مالک ہوئے ہیں اور ہم نے انھیں ان کا تابعدار بنا دیا جن میں سے بعض پر وہ سواری کرتے ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہیں، اور ان میں بہت سے فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں۔ کیا پھر بھی شکر نہ کرو گے۔

قرآن کا دعویٰ ہے کہ تمام حیوانات انسان کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، ان سے استفادہ کرنا اور دولت پیدا کرنا انسان کا کام ہے۔

بھیڑ بکریوں کی پرورش سے متعلق بھی قرآن مجید میں یہ ہے کہ حضرت شعیبؑ کی دونوں لڑکیاں بھیڑ بکریاں پالتی تھیں۔

جانوروں کی پرورش

قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ (سورۃ القصص، آیت نمبر ۲۳)

بولیں کہ ہم (اپنی بکریوں کو) پانی نہیں پلاتے جب تک کہ چرواہے واپس نہ چلے جائیں۔

اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے قصے میں ہے کہ وہ بھی بھیڑ بکریاں پالا کرتے تھے۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝ (سورۃ طٰہٰ: ۱۷، ۱۸)

اے موسیٰ! تمہارے سیدھے ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰ نے کہا کہ میرا عصا ہے جس کو میں ٹیکتا ہوں اور اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں۔ اور اس میں میرے اور دوسرے کام بھی ہیں۔

قرآن کی طرح حدیثوں میں بھی ہے کہ خود سرورِ کائنات ؐ فرمایا کرتے تھے "خدا کے ہر ایک نبی نے بکریاں چرائیں۔ صحابہ نے دریافت فرمایا اور آپ ؐ نے بھی، فرمایا: ہاں! میں بھی چند قیراطوں (سکوں) پر مکّہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔"

(بخاری، کتاب السلم فی الاجارات)

رسول کریم ؐ نے اُم ہانی بنت ابی طالب یعنی اپنی چچا زاد بہن کو مشورہ دیا کہ "تم بکریاں پالا کرو کہ اس میں اللہ نے برکت رکھی ہے۔"

(ابن ماجہ باب اتحاذ الماشیہ خود اُم ہانی نے یہ بیان کیا ہے۔ نیز کنز العمال ج ۲ ص ۱۹۹)

دیگر صحابہ ؓ کو بھی آپ مشورہ دیتے تھے کہ "بھیڑ بکریاں پالا کرو کہ اس میں برکت ہے"۔ **(کنز العمال ج ۲ ۱۹۹ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن)**

"بھیڑ بکریاں پالا کرو کہ وہ صبح شام برکت لاتی ہیں۔" **(کنزل العمال ج ۲ صفحہ ۱۱۹)**

گھوڑے پالنے کی ترغیب

گھوڑوں کی تربیت سے متعلق بھی ہدایات پائی جاتی ہیں، چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت محمد ؐ نے فرمایا کہ "گھوڑے کی پیشانی پر قیامت تک خیر وابستہ ہے۔" **(بخاری پ ۱۱، کتاب الجہاد نیز مسلم ابو داؤد وغیرہ)**

بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ جو مختلف صوبوں میں اعلیٰ افسر مقرر کئے گئے تھے وہ خود اسی قسم کی تعلیم دیتے تھے، چنانچہ عمرو بن العاص ؓ فاتح مصر ایک دن جمعہ کے خطبے میں کہہ رہے تھے کہ جس کا ترجمہ اس طرح ہے:

> اے لوگوں! جوزہ ستارے آسمان پر طلوع ہوا ہے اور شعری ستارہ ڈوب چکا ہے اور آسمان صاف ہے اور وبا چکی ہے۔ سیلاب بھی ختم ہو چکا ہے نیز مرغزار تر و تازہ ہے۔ بھیڑ بکریوں کے بچوں کے لیے دودھ کی بہتات ہے

> چرواہے کو چاہیے کہ اچھی طرح سے اپنی منڈے کی حفاظت کرے۔ خدا کی نعمتوں کو لیکر اپنے کھیتوں کو جاؤ۔ اور دودھ سے اور اپنے بھیڑوں کو چراؤ اور انھیں موٹا تازہ کرو اور ان کی حفاظت کرو اور ان کی رکھوالی کرو اور پرورش کرو کیونکہ وہ تمھیں تمہارے دشمنوں سے بچاتے ہیں اور انہی کے ذریعے تم مال غنیمت اور دولت پاتے ہو۔

(النجوم الزاھرہ فی ملوک مصر والقاہرہ۔ جمال الدین فی المحاسن یوسف بن تغری الجز والاول صفحہ (۷۳)

مسٹر ڈارلنگ 'انجمن امداد باہمی' کے سابق ناظم نے لکھا ہے کہ "ہندووں کے علاقہ کی بہ نسبت جہاں گائے کی پوجا کی جاتی ہے اور مویشیوں کو ذبح نہیں کیا جاتا، مسلمانوں کا علاقہ مویشیوں کی افزائش نسل کے لئے زیادہ موزوں ہے، اس لئے دریائے جھیلم کے شمال میں جہاں مسلمانوں کی آبادی نوے فیصدی ہے مویشیوں کی نسل بڑھانا اتنا ہی آسان ہے جتنا کہ اور کہیں مشکل ہے کیونکہ دُبلے یا بوڑھے مویشیوں کو قصاب کے پاس فروخت کرنے کے خلاف سوائے ہندووں کی قلیل آبادی کے کسی میں ذرا بھی تعصب نہیں ہے اور یہ بات اور بھی کم دیکھنے میں آتی ہے کہ کسی بیل یا گائے کو ناکارہ ہونے پر پیار سے رکھا جاتا ہو، نہ کوئی مذہبی بنا پر ٹیکہ لگوانے پر اعتراض کرتا ہے"۔

"ہندووں کی بہ نسبت مسلمانوں کے علاقے میں جدید طریقوں کے مطابق مویشیوں کی نسل بڑھانا اس قدر قابل عمل ہے کہ یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ اس کے لئے دریائے جھیلم کے شمالی حصے کی بہ نسبت ستلج کے جنوب میں کیوں اس قدر زیادہ کوشش کی گئی ہے۔" **(ایم ڈارلنگ: دیہاتی زندگی ۹۶ مطبوعہ پنجاب کواپریٹیو یونین)**

مرغبانی یا پرندوں کی پرورش

چرندے، پرندے بھی ایک دنیا لیے ہوئے ہیں۔قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ:

وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم **(سورۂ انعام: ۳۸)**

زمین پر چلنے والے جانور اور اپنے بازوؤں پر اُڑنے والے پرندے میں کوئی ایسا نہیں مگر یہ کہ وہ بھی تمہاری طرح کی امتیں ہیں۔

قرآن نے حضرت سلیمانؑ وحضرت داؤد کے قصوں میں اس کا تذکرہ بھی کیا ہے کہ پرندے ان کے قابو میں کر دیے گئے تھے، اور وہ ان کی اطاعت کرتے تھے۔عام طور پر لوگ نامہ بری کا کام کبوتر کی ایک خاص قسم سے لیتے ہیں، لیکن سلیمان علیہ السلام کے قصے پڑھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ پیغام پہنچانے کا کام انھوں نے ہدہد نامی پرندے سے لیا تھا۔ **(تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو، سورۃ النمل ۲۷، رکوع ۲)**

اگر چہ خیال یہ کیا جاتا ہے کہ انسان کی فطری غذاؤں سے پرندوں کا جو تعلق ہے وہ طب جدید کی کوئی نئی تحقیق ہے، لیکن قرآن میں جنتی زندگی میں جہاں کہیں گوشت کھانے کا ذکر ہے تو بجائے عام گوشت کے پرندوں کے گوشت ملنے کی خبر دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ **(سورۂ واقعہ: ۲۱)** اور پرندوں کا گوشت جو انھیں مرغوب ہے۔

بہر حال حدیثوں میں ''مرغبانی'' کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے، مگر ایک خاص طریقے سے مطلب یہ ہے کہ کاروبار کی بعض شکلوں میں زیادہ سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔مالدار آدمی ہی اس میں ہاتھ ڈال سکتا ہے، لیکن اس کے مقابلے میں مرغ بانی کا کام تھوڑے روپے سے بھی چاہے تو شروع کیا جا سکتا ہے، غریبوں کو آپ نے حکم دیا کہ

مرغبانی وغیرہ ایسے پیشے اختیار کریں جن کی نفع بخشی کے لیے زیادہ سرمائے کی ضرورت نہیں، چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کا جانوروں کے پالنے کا حکم

اَمرَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلی اللّٰہُ علیہ وسلّم الاغنیَاءَ باتخاذِ الغنیم — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالداروں کو حکم دیا کہ بکریاں پالیں۔

وَامرَ الفُقَراءَ باتّخاذ الدّجاج — اور غریبوں کو حکم دیا کہ مرغیاں پالیں

(ابن ماجہ باب اتخاذ الماشیہ۔نیز کنز العمال ج۲-۱۹۹)

بہر حال انسان پرندوں کو یا تو ان کے گوشت اور انڈوں سے دولت حاصل کرنے کی غرض سے پالتا ہے یا ان کے پروں سے کام لیتا ہے یا نمائش کی غرض سے یا شکار کرنے کی غرض سے پالیتا ہے۔

(شکار کے تحت قرآن میں جو لفظ ''جوارح'' استعمال ہوا ہے وہ عربی میں نہ صرف کتے اور چیتے وغیرہ کے لیے مستعمل ہے بلکہ باز شکرہ وغیرہ شکاری پرندوں کے لیے بھی مستعمل ہے۔ملاحظہ ہو تفسیر طبری ج۶، آیت وما علمتم من الجوارح مکلبین)

جنگلی پرندوں مثلاً شتر مرغ، مور وغیرہ کے پروں سے زینت وغیرہ کا کام لینا قدیم زمانے سے رائج ہے اور عرب میں بھی شتر مرغ کے پَر استعمال کیے جاتے تھے۔

''امیہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم میں وہ کون ہے جس کے سینے پر شتر مرغ کا پَر نشان کے طور پر لگا ہوا ہے۔میں نے کہا وہ حمزہ بن عبد المطلب ہیں۔'' **(تاریخ طبری ۱۳۲۶ حالات جنگ بدر)**

شہد کی مکھی سے دولت

انسان مگس کی پیداوار شہد اور موم سے بھی دولت پیدا کرتا ہے جس کی اہمیت خود یوں بھی ظاہر ہوتی ہے کہ قرآن مجید کے ایک سورہ کا نام النحل (شہد کی مکھی) رکھا گیا ہے۔

قرآن مجید میں شہد کی مکھی سے جو دولت پیدا کی جاتی ہے اس کی طرف یوں

اشارہ کیا گیا ہے۔

وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۙ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ
(سورۃ النحل: ۶۸،۶۹)

اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو یہ حکم دیا کہ وہ پہاڑوں، درختوں اور جہاں کہ لوگ چھتریاں ڈالتے ہیں وہاں اپنے چھتے بنائے۔ پھر تمام میوے کھائے اور پروردگار کی تابعداری سے چلے۔ ان کے پیٹ سے رنگ برنگ کی پینے کی چیزیں نکلتی ہیں اس میں لوگوں کے لیے شفاء رکھی ہے۔ بے شک جو لوگ سوچ بچار کرتے ہیں ان کے لیے ایک دھیان دینے کی نشانی ہے۔

بلکہ مذکورہ آیتوں کے آخر میں فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۰ کے جو الفاظ ہیں، اگر ان پر غور کیا جائے تو ایک مستقل طبی مکتب خیال کی اسے بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے۔

نباتات سے استفادہ

جس طرح انسان حیوانات کا شکار کر کے ان سے دولت حاصل کرتا چلا آتا ہے، اسی طرح وہ جنگل جا کر لکڑیاں کاٹتا اور ان سے بھی دولت پیدا کرتا ہے۔

قرآن مجید میں جنگلوں سے دولت پیدا کرنے کے متعلق بھی اشارے پائے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ (سورۃ یٰس، آیت نمبر ۵۶)

ہرے بھرے درخت سے آگ بنائی اور اب تم اسے سلگاتے ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۝ (سورۃ الواقعہ: ۵۶)

کیا تم نے اس آگ کو بھی دیکھا ہے جسے تم سلگاتے ہو؟ آیا تم نے اس درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم نے پیدا کیا ہے؟ اور ہم نے اس (درخت) کو مسافروں کو نصیحت اور ان کے فائدے کے لیے پیدا کیا ہے۔

جنگل کے درختوں سے استفادہ

جنگلوں کے درختوں سے جو دولت حاصل کی جاسکتی ہے اس کا یوں تذکرہ ہوا ہے کہ

وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاۗءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝ (سورۃ مومنون: ۲۰)

اور ایک ایسے درخت کو پیدا کیا جو طور سینا پر اگتا ہے اور جو روغن نکالتا ہے اور کھانے والوں کے لئے سالن کا کام دیتا ہے۔

حدیثوں میں بھی جنگلوں کی لکڑی سے دولت پیدا کرنے سے متعلق یہ ترغیبی کلمات پائے جاتے ہیں کہ ''رسول کریمؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے! کوئی شخص تم میں رسی لے کر جنگل جائے۔لکڑی کاٹے اور اس کو اپنی پیٹھ پر لاد کر بیچے اس کے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ کسی شخص کے پاس جائے اور اس سے سوال کرے (اور یہ بھی نہیں معلوم کہ) وہ اس کو دے یا نہ دے''۔

(بخاری، کتاب الزکوٰۃ، کتاب البیوع، کتاب المساقات وغیرہ)

سبزی اور گھاس سے استفادہ

جنگلات سے لکڑی کے علاوہ قدرت نے چراگاہیں بنائی ہیں، جن سے گھاس پات اُگتی ہے۔گھاس پات کے علاوہ وہاں بعض جڑی بوٹیاں اُگتی ہیں، جڑی بوٹیاں کھانے کے علاوہ دواؤں وغیرہ کے کام بھی آتی ہیں، چنانچہ قرآن مجید میں اس کے نسبت یہ ہے کہ:

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ

(سورۂ طٰہٰ، آیت نمبر ۵۴،۵۳)

اور آسمان سے پانی بھی وہی برساتا ہے پھر ہم نے اس سے طرح طرح کی سبزی اُگائی کہ خود بھی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ۔

ایک اور جگہ ہے کہ

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝

(سورۃ النازعات، آیت نمبر ۳۱،۳۲،۳۳)

اور زمین سے چارہ اور پانی نکالا اور پہاڑوں کو جمایا جس میں تمہارا اور تمہارے جانوروں کا فائدہ ہے۔

جنگل میں ایسے درخت بھی اُگتے ہیں جو جانوروں کی غذا ہیں۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ (سورۃ النحل، آیت ۱۰)

تمہارے لیے پانی برسایا جو تمہارے پینے کے کام آتا ہے اور اسی سے درخت نشوونما پاتا جسے تم اپنے جانوروں کو چراتے ہو۔

غرض جنگلات ہوں یا چراگاہیں ان سے یا تو انسان براہِ راست خود ہی دولت پیدا کرتا ہے یا جانور استفادہ کرتے ہیں اور پھر جانوروں سے انسان ہی دولت پیدا کرتا ہے۔

زراعت اور باغبانی۔

جس طرح انسان مویشیوں کی پرورش کرتا ہے اور ان سے دولت حاصل کرتا ہے، اسی طرح وہ جنگلات کے خودرو بنائی اشیاء کے علاوہ غذائی نباتات کو اُگاتا اور ان کی پیداوار سے دولت حاصل کرتا ہے، ہماری غذا کا بڑا حصّہ زیادہ تر زراعت یا باغبانی ہی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے، اس لئے زراعت و باغبانی کو سب سے زیادہ اہمیت ہے۔

اصول مکاسب میں زراعت و باغبانی کے متعلق تو یہ حال ہے کہ قرآنی بیانوں کا بڑا حصّہ جس میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے ان میں زیادہ تر کھیتی اور باغبانی کا ہی نظام پیش کیا گیا ہے۔بادلوں کا آنا کھیتوں کا لہلہانا، باغوں کی سرسبزی اور ان سے انسان کا مختلف طریقوں سے استفادہ کرنا سب کو عجیب انداز میں واضح کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝

(سورۃ الواقعہ، آیت نمبر ۶۳،۶۴)

بھلا کبھی سوچتے بھی ہو، جو تم تخم ریزی کرتے ہو۔آیا ہم اسے اُگاتے ہیں یا تم اُگاتے ہو؟

دوسری جگہ ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ

(سورۃ الانعام، آیت نمبر ۱۴۱)

وہ خدا ہی تو ہے جس نے باغات اُگائے جن میں ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے بھی ہیں اور بن ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے بھی ہیں اور کھجور کے درخت اور کھیتی اگائی جن کے مزے مختلف

ہیں نیز زیتون اور انار کے درخت اُگائے بعض تو مزے اور شکل میں یکساں ہوتے ہیں اور غیر یکساں بھی اور جب پھل پک جائیں تو انھیں کھاؤ۔

باغات اور میوے:

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿٢٤﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿٣١﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٢﴾ (سورۂ عبس، آیت نمبر ۲۴تا۳۲)

انسان کو چاہیے کہ ذرا اپنے کھانے پر بھی نظر ڈالے۔ ہم نے زور، شور سے پانی برسایا اور زمین کو پھاڑ ڈالا۔ پھر زمین سے انگور، کھجور، زیتون، ترکاری اور اناج اُگائے اور گھنے باغات اُگائے اور میوہ اور چارہ بھی جو تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدے کے لیے ہے۔

غرض اس قسم کی آیتیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا قرآن کسی ایسی قوم پر نازل ہوا ہے اور ایسے لوگوں کو بلا رہا ہے کہ جو عام طور پر کھیتی اور باغبانی میں مصروف ہیں۔

نباتات سے استفادہ

قرآن نے نباتات سے جو چیزیں نکالی جاتی ہیں، ان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا (سورۃ النحل، آیت نمبر ۶۷)

کھجور اور انگور سے تم نشہ آور شئے اور عمدہ روزی بناتے ہو۔

قدرت نے زمین میں ایسی قابلیت رکھ دی ہے کہ انسان ہزاروں سال سے

زمین سے کام لیتا چلا آ رہا ہے، اس پر بھی اس سے درختوں کو نشو ونما دینے کی قابلیت جوں کی توں باقی ہے یا پھر عود کر آتی ہے۔ زمین میں قدرت نے انسانی معاش کا جو سامان مہیا کیا ہے اس طرح ہے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ (سورۃ الاعراف۔۱۰)

بے شک ہم نے تمہیں زمین پر بسایا اور اسی میں تمہارا روزگار بھی پیدا کیا۔

معاش کا سامان زمین میں کس طرح کیا گیا ہے، اس کے متعلق قرآن خبر دیتا ہے کہ

وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا (سورۂ حٰم سجدہ، آیت نمبر۔۱۰)

ہم نے ناپ طول کر زمین میں قوت (خوراک) کے ذخیرے کو محفوظ کیا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ:

سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿١٠﴾ (سورۂ حٰم سجدہ۔۱۰)

ڈھونڈنے والوں کے لیے برابر کر دیا۔

اس ارشاد کے ذریعہ اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ تلاش اور جستجو کرنے والوں کے لیے اسے برابر کر دیا ہے۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ تاریخ کے نامعلوم زمانے سے انسان اور پھر انسان کے ساتھ دوسرے حیوانات چرند پرند سب اسی کو خرچ کر رہے ہیں، مگر ہر ڈھونڈنے والے کو برابر پہنچ رہا ہے، اسی کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِىْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۗ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿١٥﴾ (سورۃ الملک، آیت نمبر۔۱۵)

تمہارے لیے زمین کو فرش راہ بنا دیا تاکہ تم اس کی راہوں میں چلو اور اسی کے رزق کو کھاؤ اور اسی کی طرف جی کر اٹھنا ہے۔

گویا انسان زمین سے جس قدر استفادہ کرتا چلا جائے، اسی قدر اس کو رزق ملتا چلا جائے گا۔

بڑے پیانے پر زراعت وکاشت کاری

زراعت ہی کے سلسلے میں یہ بات بھی کہنے کی ہے کہ بعض صحابہء کرام جیسے حضرت عمرو بن العاصؓ وغیرہ بڑے پیانے پر کاشت کیا کرتے تھے، چنانچہ مؤرخین کا بیان ہے کہ ''عمرو بن العاصؓ کا طائف سے تین میل پر وھط نامی ایک قریہ تھا جس میں انھوں نے کئی لاکھ انگور کی بیلیں چڑھائی تھیں اور ہر بیل کے انگور ایک درہم میں فروخت ہوتے تھے۔'' (یاقوت، معجم البلدان ج۴ صفحہ ۱۴۳ عنوان وھط)

جمادات سے استفادہ

انسان حیوانات و نباتات کے علاوہ جمادات سے بھی دولت پیدا کرتا ہے۔ زمین کے اُوپری پرت کو وہ نہ صرف زراعت و باغبانی کے لیے استعمال کرتا چلا آرہا ہے، بلکہ زمین پر ہی وہ بستا ہے مکانات بنا کر رہتا ہے اسی میں سڑکیں بناتا ہے، دکانات اور فیکٹریاں قائم کرتا ہے مکان بنانے کے سلسلے میں خود زمین کی مٹی پتھر اور چونا وغیرہ استعمال کرتا ہے۔

پیدائش دولت کے ذرائع میں ایک تو وہ دولت ہے جس کو وہ زمین ہی کے شکم سے نکال رہا ہے یعنی معدنیات، اور دوسرے وہ دولت ہے جو وہ سمندر سے نکال رہا ہے مثلاً موتی، مونگا، اسپونج وغیرہ۔

معدنی دولت سے استفادہ

زمین کے نیچے قدرت نے معدنی دولت کے بے شمار خزانے محفوظ رکھے ہیں، انسان اس معدنی دولت کے استفادہ سے بھی اپنی دولت میں خاطر خواہ اضافہ کر رہا ہے، زمین کے شکم سے جواہرات اور معدنی دولت برآمد کرنے کا بھی ذکر قرآن مجید میں پایا جاتا ہے، چنانچہ حضرت سلیمانؑ کے تذکرہ میں ہے کہ:

وَاَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ (سورۂ سبا، ۱۲) — ہم نے ان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ رواں کردیا۔

اسی طرح کانوں سے جو لوہا نکالا جاتا ہے اُن کی طرف اشارہ ہے۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ (سورۃ الحدید، آیت نمبر ۲۵) — اور ہم نے لوہا پیدا کیا جس میں بڑی سختی ہوتی ہے اور اس میں لوگوں کے لیے طرح طرح کے فائدے ہیں۔

زمین کے اندر جو معدنی دولت پوشیدہ ہے اس کے استفادے سے متعلق حدیثوں میں بھی ترغیبیں پائی جاتی ہیں چنانچہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا:

اطلبوا الرّزق فِي خَبَايَا الْاَرْضِ (طبرانی نیز کنز العمال) — روزی کو زمین کے پوشیدہ سرمائے میں تلاش کرو۔

یہاں یہ بات بھی ذکر کے قابل ہے کہ بعض صحابہء کرام بھی ان سے استفادہ کرتے تھے۔

سمندر کی تہ سے برآمد اشیاء سے استفادہ

انسان مال و دولت کا ایسا دلدادہ ہے کہ وہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر سمندر کے اندر سے موتی، مونگا وغیرہ نکالتا ہے۔ زمین کے اندر سے معدنیات کا نکالنا تو اتنا زیادہ خطرناک نہیں ہے، جتنا کہ سمندر کے اندر سے چیزوں کا نکالنا۔ قرآن میں سمندر کے منافع کا ذکر اس طرح ہے:

سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا (سورۃ النحل، آیت نمبر ۱۴) — تمہارے لئے سمندر کو مسخر کردیا کہ اس سے بہ تازہ گوشت کھاتے ہو اور اس سے موتیوں وغیرہ کا گہنا نکالتے ہو جسے تم پہنتے ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ (سورۃ الرحمٰن، آیت نمبر ۲۲)

ان دونوں (سمندروں) سے موتی اور مونگا نکلتے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ:

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ ۖ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَمِن كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۖ (سورۃ فاطر، آیت نمبر ۱۲)

اس کی قدرت تو دیکھو کہ دونوں دریا باوجود مل جانے کے برابر نہیں ہو سکتے ان میں سے ایک تو شیریں خوشگوار اور پیاس بجھانے والا ہے اور دوسرا ہے کہ اس کا پانی کھارا اور تلخ ہے، ہر ایک سے مچھلیوں کا تازہ بتازہ گوشت کھاتے ہو اور موتیوں وغیرہ کو نکال کر گہنا بناتے ہو، جسے تم پہنتے ہو۔

عطیاتِ قدرت پر انسان کا تصرف آئے دن بڑھ رہا ہے اور اب تو وہ بھاپ سے، برق سے، آبشاروں سے ہوا کی موجوں سے کام لے رہا ہے، لیکن ابھی دیگر عطیاتِ قدرت جیسے سورج کی روشنی، سمندر کے مدوجزر (جوار بھاٹا) ہوا کے جھونکوں اسی طرح معدنیات اور بیسیوں جڑی بوٹیوں اور سب سے بڑھ کر جوہری طاقت وغیرہ سے بڑے پیمانے پر اور کام لینے باقی ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے بھی واضح کیا ہے اور پھر اشارہ کرتے ہیں کہ قرآن اپنے ماننے والوں پر لازم کرتا ہے کہ زمین اور زمین میں جو کچھ ہے، جب تک اس کی ہر ہر چیز کے متعلق یہ ثابت نہ کر لیں کہ وہ انسان کی کس ضرورت میں کام آتی ہے اور کیونکر ان سے دولت حاصل کی جا سکتی ہے ان کی آسمانی کتاب کی تفسیر پوری نہیں ہو سکتی۔

صنعت وحرفت

عطیاتِ قدرت سے استفادے کے سلسلے میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ انسان حیوانات، نباتات اور جمادات سے دولت حاصل کرتا ہے۔ لیکن ان سے جو خام پیداوار حاصل ہوتی ہے، وہ انھیں براہِ راست بہت ہی کم استعمال کرتا ہے، البتہ وہ ان کی شکل بدل کر اپنے کام میں لاتا ہے مثلاً بھیڑوں سے اُون حاصل کرتا ہے اور اُون سے وہ بیسیوں قسم کے لباس بناتا ہے، اسی طرح لوہے سے سیکڑوں قسم کے کل پرزے آلات، اوزار اور ہتھیار بناتا ہے، ایک لکڑی کو ہی کو لیجئے خام حالت میں وہ صرف جلانے کے کام آتی ہے، لیکن اسی سے کشتیاں اور جہاز تیار ہوتے ہیں۔ عمارتی سامان تیار ہوتا ہے فرنیچر تیار ہوتا ہے، پھر لکڑی سے کاغذ تیار ہوتا ہے بلکہ اس کے علاوہ اب تو ایک قسم کا لباس بھی تیار ہونے لگا ہے۔

جہاز سازی۔

قرآن مجید حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے پڑھنے والوں کے سامنے اس شکل میں پیش کرتا ہے کہ بڑے بڑے شہتیروں کو وہ تختوں میں بدل کے ان میں لوہے کی میخیں ٹھوک کر کشتی بنا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ (سورۃ ہود، آیت نمبر ۳۸) نوحؑ کشتی بنا رہے ہیں۔

پھر کشتی کس طرح کی بنا رہے ہیں اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ (سورۃ القمر ۱۳) تختوں اور میخوں والی

پھر اس کشتی کی وسعت کا خاکہ اس طرح پیش کیا ہے کہ:

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ
(سورۃ ہود، آیت نمبر ۴۲)

وہ کشتی موج میں ایسی بہتی ہے گویا کہ پہاڑ ہے۔

گویا وہ آج کل کا بڑا جہاز تھا۔

دھاتی صنعتوں سے استفادہ

اسی طرح قرآن پاک حضرت داؤد علیہ السلام کو "ذوالایدِ" (دستکار) کے خطاب سے مخاطب کر کے یہ نقشہ پیش کرتا ہے کہ لوہے کو گلا گلا کر ان کو باریک تاروں میں بدل رہے ہیں اور کڑیاں بنا رہے ہیں جس میں حق تعالیٰ کی طرف سے اس صنعت میں ان کی رہنمائی اس طرح ہو رہی ہے کہ

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ
(سورۃ سباء، آیت نمبر ۱۱)

لوہے کی زرہیں بنا اور اندازے سے اس کی کڑیاں جوڑ

برتنوں کا ذکر۔

کہیں حضرت سلیمانؑ کے کارخانے کا ذکر ہو رہا ہے اور کام کرنے والے صناع کاریگر تماثیل سازی (مجسمہ سازی) ظروف سازی وغیرہ میں مشغول ہیں اور کیسے کیسے ظروف اور برتن جیسے بڑی بڑی دیگیں، دیگچے، حوضوں کے سے لگن اور بائیلرس مختلف کارخانوں (فیکٹریوں) میں بن رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۤءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ
(سورۃ سباء، آیت نمبر ۱۳)

وہ (کاریگر) سلیمان کے لئے جو چاہتے تھے بناتے تھے، جیسے عمارتیں، تصویریں، بڑے بڑے تھال، جیسے حوض اور ڈیگ جو ایک ہی جگہ رکھی رہے۔

لوہے کی چادروں کا ذکر

اسی طرح ذوالقرنین کے بیان میں لوہے کی چادروں، پگھلے ہوئے تانبے اور رانگا کی دیوار کا ذکر ہے۔

اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰۗي اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰۗي اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا (سورۃ کہف ۹۶)

تم میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ (چنانچہ جب وہ لے آئے تو ایک بڑی دیوار بنائی) یہاں تک کہ جب دونوں میں اس دیوار کو ان ہی کے برابر بلند کر دیا تو کہا دھونکو یہاں تک کہ جب اس کو آگ سا گرم کر دیا تو کہنے لگا کہ پگھلا ہوا تانبا مجھے دو کہ میں اس پر ڈالوں گا۔

مٹی سے بنی صنعتیں

ان ہی قرآنی آیتوں میں فرعون (شہنشاہ مصر) اپنے وزیر ہامان کو پکی اینٹوں سے ایک مینارے کی تعمیر کا حکم دیتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَي الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا (سورۃ القصص: ۳۸)

اے ہامان! مٹی کے گارے کو جلا اور میرے لئے ایک مینار بنا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرے میں ہے کہ وہ اپنے بچپن میں مٹی کے کھلونے چڑیا وغیرہ بناتے تھے۔

تربتی صنعتوں کے منجملہ شیشہ سازی کا بھی قرآن میں تذکرہ ہے جو ترابیاتی صنعتوں کی ایک شاخ ہے۔ اس میں سلیمان علیہ السلام کے شیش محل کا بھی ذکر ہے، چنانچہ

سلیمانی عہد کی تعمیری ارتقاء کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ

صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ (سورۃ النمل، آیت نمبر۔۴۴)

ایک محل (تھا) جس میں آئینے جڑے ہوئے تھے۔

کھال، بال، دھاگا اور خیمہ سازی

صنعت پارچہ بانی، خیمہ سازی کی طرف ذیلی آیت میں رہبری کی گئی ہے۔

وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ (سورۃ النحل، آیت نمبر۔۸۰)

اور تمہارے لیے چوپایوں کی کھالوں سے بھی گھر بنایا، جنھیں تم اپنے سفر کے دن، اور اپنے ٹھہرنے کی دن، ہلکا، پھلکا پاتے ہو؛ اور اُن کے اُون کے، لوم چرم اور اُن کے بالوں سے کتنے ہی سامان بنائے اور برِ یوگ کی جو ایک مدت تک چلتی ہے۔

گرمی اور جنگی لباس کا ذکر

گرمی کے لباس اور جنگی لباس کا تذکرہ اس طرح ہے۔

وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ (سورۃ النحل، آیت نمبر۔۸۱)

اور تمہارے لیے کپڑے بنائے جو تمھیں گرمی سے بچاتے ہیں اور ڈریس (زرہ وغیرہ) جو جنگ میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔

ریشم سازی۔

ریشم سازی کی صنعت سے متعلق بھی قرآن میں ہے۔ مثلاً جنتیوں کے لباس کے تذکرے ہیں۔

وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ (سورۃ حج:۲۳)

ان کی پوشاک ریشم کی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۡ (سورۃ دھر، آیت نمبر۔۲۱)

ان کی پوشاکیں گاڑھے اور باریک سبز ریشم کے ہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَاۗىِٕكِ ۭ (سورۃ کہف، آیت نمبر۔۳۱)

اور گاڑھے اور پتلے ریشم کے سبز کپڑے پہنیں گے اور صفوں پر تکیہ لگائے بیٹھیں گے۔

زیور سازی

خوشنما لباس کے ساتھ خوش وضع زیورات بھی مستورات کے لیے لازم ملزوم ہیں جنتیوں کے لباس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذکر ہے کہ:

چاندی کے کنگن

وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ (سورۃ دھر۔۲۱)

انھیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

چاندی کے کنگن، چاندی کے زیوروں کے علاوہ سونے کے زیورات بھی انھیں ملیں گے۔

سونے کا ذکر

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ (سورۃ کہف، آیت نمبر۔۳۱)

اور وہ وہاں سونے کے کنگن پہنیں گے۔

سونے اور چاندی کے زیورات تو رہے ایک طرف ہیرے، جواہرات، جڑاؤ

زیوروں کے علاوہ موتیوں کے زیوروں کا ذکر بھی ہے۔

موتیوں کا ذکر۔

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝
(سورۃ حج، آیت نمبر۔۲۳)

اور انھیں سونے کے کنگن اور موتیوں کا گہنا پہنایا جائے گا اور ان کی پوشاکیں ریشم کی ہوں گی۔

قالین اور فرنیچر سازی

جس طرح مستورات کے بناؤ سنگھار کے لئے خوشنما لباس اور خوش وضع زیوروں کی ضرورت ہے، اسی طرح کمرے کی سجاوٹ کے لئے بھی اشیا کی ضرورت ہوتی ہے جنت والوں کے آرام وسکون کی حالت کا بیان کرتے ہوئے قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ

فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝
(سورۃ الغاشیہ آیت نمبر۔۱۳،۱۶)

اس میں سریر بچھے ہوئے ہیں، آبخورے دھرے ہوئے ہیں، اور ریشمی قالین قطار در قطار بچھیں ہیں اور مخملین نہالچے بچھائے گئے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَاۗىِٕكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝ (سورۃ کہف: ۳۱)

صوفوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ کیا خوب بدلہ ہے اور کیا خوب آرام ہے۔

صنعت چرم سازی

چرمی اشیاء کی صنعت سے متعلق بھی قرآن مجید سے اشارے نکالے جاسکتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید کی اس آیت کو لیجئے جو اوپر بلانکٹ سازی اور خیمہ سازی کی ذیل میں گزری فرمایا گیا ہے کہ۔

وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ (سورۃ النحل، آیت نمبر۔۸۰)

اور تمہارے لیے چوپایوں کی کھال سے ڈیرے بنائے جنھیں تم اپنے سفر کے دن ہلکا پاتے ہو (کہ جہاں چاہو لے جاسکو) اور اپنے قیام کے دنوں میں بھی۔

صنعت دباغت سے متعلق حدیثوں سے بھی رہنمائی کی جاسکتی ہے۔ ''رسول اللہؐ نے ایک مری ہوئی بکری دیکھی۔ آپؐ نے کہا کہ تم اس کی کھال سے کیوں فائدہ نہیں اُٹھاتے؟ صحابہ نے کہا کہ وہ تو مری ہوئی ہے، آپؐ نے کہا کہ حرام تو صرف اس کا کھانا ہے''۔ **(بخاری، کتاب الزکوٰۃ)**

جوتا سازی بھی آج کل ایک بہت بڑی صنعت بن گئی ہے۔ باٹا کا کارخانہ تو گویا تمام دنیا میں مشہور ہے۔ قرآن پاک میں بھی جوتوں کا ذکر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور پر گئے تو انھیں حکم ہوا کہ

جوتوں کا ذکر

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ (سورۃ طہٰ، آیت نمبر۔۱۲)

اپنی دونوں جوتیاں اُتار ڈال بے شک تو طویٰ کی مقدس وادی میں ہے۔

حدیثوں میں بتایا گیا ہے کہ ''نجاشی شاہ حبشہ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں دو سیاہ موزے بھیجے تھے، اور آپؐ نے انھیں پہنا تھا۔''
(بخاری کتاب الطہارت نیز ابن ماجہ اور ابن سعد الجزء الثالث ۱۲۹)

عام طور سے آپؐ جس قسم کے جوتے پہنتے تھے، حدیثوں میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ چنانچہ ''عیسیٰ بن طہمان کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے دو جوتیاں بغیر بال کے چمڑے کی ان کے سامنے نکالیں۔ ان میں دو تسمے تھے، پھر اس کے بعد ثابت بنانی نے

حضرت انسؓ سے نقل کر کے مجھ سے بیان کیا کہ وہ نبی کریمؐ کی جوتیاں تھیں''۔

(بخاری کتاب الجہاد و ابن سعد جز ءاول صفحہ ۱۷۶)

ابن عون کہتے ہیں کہ میں مکّہ میں ایک کفش دوز کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میری نعلین میں تسمے لگا دے۔ اس نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں ان میں داہنی طرف تسمے لگا دوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نعلین میں دیکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ تم نے انھیں کہاں دیکھا؟ اُس نے کہاں کہ فاطمہ بنت عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس دیکھا ہے۔ میں نے کہا کہ ان میں اسی طرح کے تسمے لگا دو جیسے تم نے رسول اللہ ﷺ کی نعلین میں دیکھے۔ اس نے دونوں تسمے داہنی طرف لگا دیے''۔ **(طبقات ابن سعد الجز ءالثالث صفحہ ۱۶۷)**

کھلونا سازی

ترابیاتی صنعتوں کے بیان میں قرآنی حوالوں سے ہم نے بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے بچپن میں مٹی کے کھلونے وغیرہ بناتے تھے۔

کھلونے سازی سے متعلق حدیثوں میں بھی تذکرہ پایا جاتا ہے، چنانچہ ''حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ غزوہ تبوک (یا غزوہ حنین) سے تشریف لے آئے اور ایک بڑے طاق پر پردہ پڑا ہوا تھا اتفاق سے ہوا چلی اور اس نے میری گڑیوں کے پردے کو ایک طرف سے کھول دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اے عائشہ! یہ کیا ہے! عرض کیا کہ یہ میری گڑیاں ہیں آپ نے گڑیوں کے درمیان میں ایک گھوڑی بھی دیکھا جس کے کاغذ کے دو پر تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اچھا یہ کیا ہے جو میں گڑیوں کے درمیان میں رکھا ہوا دیکھتا ہوں؟ جواب دیا گھوڑا ہے فرمایا اور گھوڑے پر یہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ اس کے دو پر ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے بطریق تعجب فرمایا گھوڑا ہے، اور اس کے دو پر ہیں! حضرت عائشہؓ نے کہا کیا آپ نے سُنا نہیں کہ حضرت سلیمانؑ کے گھوڑوں کے پر تھے۔ حضرت

عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ سُن کر رسولؐ ہنس پڑے، یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے''۔

(ابو داؤد)

پتھر تراشی کا کام

اسی طرح تعمیری صنعتوں میں کوہ کنی، سنگ تراشی اور ستون سازی اور مختلف امور کا ذکر مختلف قوموں کے بیان میں آتا ہے مثلاً ثمود کے متعلق ہے کہ

وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ۝ **(سورۃ الفجر، آیت نمبر۔۹)**

اور ثمود جنہوں نے وادی میں بڑے بڑے پتھر تراشے۔

پھر ان ہی کے متعلق یہ ذکر ہے کہ

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا **(سورۃ اعراف: ۷۵)**

نرم زمین پر محل تعمیر کرتے اور پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے۔

اسی طرح عاد کے ذکر میں ایک بے مثل شہر کا نقشہ دماغوں کے سامنے بے نقاب کرتا ہے۔

اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ۝ **(سورۃ الفجر، آیت نمبر۔۷،۸)**

اور شہر ارم تھا بڑی لاٹھ والا جس کا مثل سارے شہروں میں نہیں تھا۔

شہر کا نقشہ قوم سبا کے ذکر میں آتا ہے

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۗ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ۝ **(سورۃ السباء، آیت نمبر۔۱۵)**

قوم سباء کی بستی میں ایک نشانی ہے دائیں اور بائیں دو باغ تھے۔ اپنے رب کی روزی کھاؤ اور اس کا شکر کرو یہ پاکیزہ شہر ہے اور پروردگار بخشنے والا ہے۔

ان چند صنعتوں کا تذکرہ تو بطور مثال کیا گیا ہے، ورنہ تلاش سے اور بھی

مصنوعات کے متعلق قرآن سے اشارے نکالے جاسکتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں جن جن مصنوعات کا ذکر ہے، اگر ان ہی کو اکھٹا کیا جائے تو ایک بڑی لمبی فہرست بن سکتی ہے۔

چنانچہ بخاری میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ (سورۃ الانبیاء:۸۰) اور ہم نے انھیں جنگی پوشاکوں کی صنعت سکھائی۔

خود قرآن مجید میں اس کا تذکرہ موجود ہے کہ

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ (سورۃ الانبیاء:۸۰) اور ہم نے انھیں جنگی پوشاکوں کی صنعت سکھائی۔

مہارت

دستکاریوں اور صنعت وحرف کے متعلق ایک چیز کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انسان صنعتی اشیاء خریدتے وقت یہ بھی دیکھتا ہے کہ آیا ان میں خوشنمائی اور پائداری بھی ہے یا نہیں؟ اسلامی معاشیات نے اس کے مطابق جو اصول بتائے وہ یہ ہیں کہ رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ:

خوشنما طریقہ

اِنَّ اللہَ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ الاِحسَانَ عَلٰی كُلِّ شيٍ. فَاِذا قَتَلْتُم فَاَحْسِنُوا القَتْلَ وَاِذا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذبح (مسلم نیز ابن ماجہ باب ۱) خدا نے خوشنمائی کا پیدا کرنا ہر چیز میں ضروری قرار دیا ہے حتیٰ کہ جب تم قتل کرو تو خوبی سے قتل کرو جب تم ذبح کرو تو خوبی سے ذبح کرو۔

صحیح مسلم ہی میں ایک اور حدیث ہے کہ

اِنَّ اللہَ جَمِيلٌ وَيُحِبُّ الجَمَالَ (مسلم) خدا کو یہ بات پسندیدہ ہے کہ جب تم کوئی کام کرو تو اس میں مضبوطی کا خیال رکھو۔

اس سلسلے میں بخاری کی بھی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ رسول اکرم ﷺ کو اشیاء کی خوشنمائی کس درجہ پسند تھی"۔

اُمّ خالد بنت خالد بن سعید بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چند کپڑے پیش کیے گئے ان میں ایک بوٹے دار چھوٹی سی کالی کملی تھی آپ نے فرمایا کہ میں یہ کسے پہناؤں؟ حاضرین خاموش رہے پھر آپ نے مجھے بلوایا میں اُٹھا کر لے گئی (کیونکہ میں کمسن تھی) آپؐ نے وہ مجھے پہنائی اور دعا دی کہ یا اللہ! اس کپڑے کو اس پر پورا کردے: اس میں سبز یا زرد نشانات تھے۔ آپؐ ان کو دیکھنے لگے اور فرمایا کہ اے اُم خالد! یہ کیسے اچھے ہیں۔" (بخاری کتاب اللباس، نیز ابو داؤد)

اسی حدیث کو ایک دوسرے راوی نے بھی بیان کیا ہے جس میں اُم خالد بیان کرتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ ان نقوش پر اپنا ہاتھ پھیرتے اور فرماتے تھے کہ کیا ہی اچھے ہیں! کیا ہی اچھے ہیں"۔

(بخاری یہاں یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اس مفہوم کے معنی "کیا ہی اچھے ہیں" کو حضرت محمد ﷺ نے "سنا" "سنا" کے لفظ سے ادا فرمایا ہے جو حبشی زبان کا لفظ ہے۔ ام خالد حبشہ گئیں تھیں۔)

حمل ونقل

تیار مال کو کارخانے سے، زرعی پیداوار کو کھیت سے، لکڑیوں کو جنگل سے اور اسی طرح معدنیات کو کانوں سے نکال کر بازار میں منتقل کرنے کی ضرورت ہے۔ نقل مکان سے ان اشیاء میں افادیت پیدا ہو جاتی ہے، لیکن انسان فطری طور پر اکثر جانداروں کے

مقابلے میں کمزور پیدا کیا گیا ہے وہ ان بوجھوں کو بڑے پیمانے پر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے بذات خود نا قابل ہے اس لئے وہ اپنی عقل سے کام لیکر مختلف جانوروں سے باربرداری کا کام لیتا رہتا ہے۔

وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ (سورۃ النحل، آیت نمبر ۷)

اور وہ تمہارے مال و اسباب کو ایسے شہر تک لیجاتے ہیں جہاں تم بغیر تکلیف اُٹھائے پہنچ نہ سکتے تھے بے شک تمہارا پروردگار مہربان، اور شفقت کرنے والا ہے۔

مال و اسباب لادنے کے علاوہ انسان گھوڑے، اونٹ، خچر، وغیرہ سے سواری کا کام بھی لیتا ہے۔

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ النحل، آیت نمبر ۸)

گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کو پیدا کیا تا کہ تمہاری سواری کا کام دیں اور زینت بنیں اور ان کو بھی پیدا کرتا ہے جن کو کہ تم (عرب) نہیں جانتے۔

گو بظاہر قرآن مجید نے سواری کی لئے عموماً جو جانور کام آتے ہیں، ان کے سلسلے میں صرف اونٹ، گھوڑے، گدھے، خچر، کا ذکر کیا ہے۔

اس نے مسلمانوں کو پیدائش دولت کے اس اہم ذریعے یعنی جہاز رانی اور بحری تجارت اور بحری سفر پر تاکید کرکے کھلے لفظوں میں ہدایت کی ہے کہ

وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (سورۃ النحل:۱۴)

اور تو جہازوں کو سمندر میں پانی کو چیرتے ہوئے چلتا دیکھتا ہے تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کا شکر کرو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۱۶۴)

اور کشتیاں جو کہ سمندر میں چلتی ہیں لوگوں کے لیے فائدہ رساں ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر ۶۶)

تمہارا پروردگار وہی ہے جو سمندر میں کشتیاں چلاتا ہے تا کہ تم اس کا فضل تلاش کرو، بیشک وہ تم پر بڑا مہربان ہے۔

انسان جسدی حیثیت سے سمندر کے سامنے ایک حقیر تنکے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

انسانی فطرت کی وسعت

قرآن کی بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی بلکہ جیسا کہ ہر قرآن پڑھنے والا جانتا ہے کہ تسخیر کے حدود اس سے آگے اور بھی ہیں، کائنات میں زمین سے متعلق بیان ہوا ہے کہ

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝ (سورۃ نوح، آیت نمبر ۱۹)

خدا نے زمین کو فرش راہ بنا دیا تا کہ تم اس کو کشادہ راہوں میں چلو۔

پھر زمین ہی سے متعلق یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ

وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء، آیت نمبر ۳۱)

اور ہم نے زمین میں کشادہ راستے بنائے تا کہ لوگ راہ پائیں۔

زمین چونکہ سہل الحصول اور دبی پڑی تھی اس لئے اس کو بآسانی مسخر کرلیا پھر سمندر کو گو کہ وہ زمین کی طرح خاموش نہ تھا، بلکہ موجوں کا ایک طلاطم تھا، اپنی قابلیت کے

زور سے زیر کیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (سورۃ الجاثیہ:۱۲)

تمہارے لئے سمندر کو مسخر کردیا تا کہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں جس کے ذریعہ سے تم اس کا فضل تلاش کرو تا کہ تم اس کا شکر کرو۔

اس طرح قرآن دولت کی پیدائش کے اسباب اور عطیاتِ قدرت سے بھرپور استفادے کی ترغیب دیتا ہے تا کہ انسان دنیا میں بھی بہتر سے بہتر زندگی گذار کر آخرت کو سنوار سکے۔

اللہ تعالیٰ دولت کو صحیح جگہ استعمال کرنے کی توفیق عطا فرما کر مکمل دین پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ والسلام

دعاؤں کا طالب

محمد سرور فاروقی ندوی

دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، یوپی

مولانا مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کا تعارف

نام۔	محمد سرور فاروقی ندوی
ولدیت۔	جناب محمد حنیف فاروقی
اعلیٰ دینی تعلیم۔	عالمیت، فضیلت وافتاء (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
اختصاص۔	قرآن وفقہ (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
علیا تک کی عصری تعلیم۔	ایم، اے (لکھنؤ)
عالیہ تک کی عصری تعلیم۔	ہائی اسکول، انٹرمیڈیٹ (الہ آباد، یو، پی)
اردو کی اعلیٰ تعلیم۔	کامل اور معلم (علی گڑھ)
سنسکرت کی اعلیٰ تعلیم۔	آچاریہ (بنارس)
اسلامی تدریبی کورس۔	جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ (سعودی عرب)

موجودہ ذمہ داریاں

صدر۔	جمعیت پیام امن (لکھنؤ)
صدر۔	مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی مانو سیوا سمیتی، (لکھنؤ)
ڈائرکٹر۔	مرکز التوحید الاسلامی (لکھنؤ)
صدر۔	جامعہ دارارقم تعلیمی سوسائٹی (الہ آباد)
ڈائرکٹر۔	ارقم ماڈل اسکول (لکھنؤ)
نائب ناظم۔	جامعہ دارارقم (فتحپور)
جنرل سکریٹری۔	آل انڈیا، جمعیت دارالعمل (لکھنؤ)

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی (مفسر قرآن) کی اہم تصانیف

نام	مصنف	زبان	قیمت
۱- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/8)	(مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)	ہندی	۲۰۰
۲- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/16)	// // //	ہندی	۱۱۰
۳- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/32)	// // //	ہندی	۷۵
۴- قرآن کا پیغام (پارہ عم ترجمہ اور تشریح)	//	ہندی	۱۰۰
۵- تفسیر فاروقی (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱ سے ۵ تک)	//	ہندی	۳۰۰
۶- تفسیر فاروقی (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۵ سے ۱۰ تک)	//	ہندی	۳۰۰
۷- اسلام دھرم کیا ہے؟ (قبول حق کے بعد اسلامی کورس)	//	ہندی	۱۱۰
۸- جہاد، آتنک واد اور اسلام	//	ہندی	۱۱۰
۹- ہندی پترکارتا اور میڈیا لیکھن	//	ہندی	۶۰
۱۰- اتم سندیشٹا کہاں کب اور کون؟ (ہارڈ باؤنڈ)	//	ہندی	۱۱۰
۱۱- اتم سندیشٹا کہاں کب اور کون؟ (پیپر بیک)	//	ہندی	۹۰
۱۲- جنت کے حالات اور جنتی (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۶۰
۱۳- کفر اور شرک کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۶۰
۱۴- رسول اللہ ؐ کا حلیہ مبارک اور آپ ؐ کی سنتیں	//	ہندی	۶۰
۱۵- صحابہ کا اسلام اور اس کے بعد	//	ہندی	۵۰
۱۶- اذان کیا ہے؟	//	ہندی	۲۰
۱۷- آؤ نماز کی اُور	//	ہندی	۳۲
۱۸- روزہ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۳۰
۱۹- حج اور عمرہ کا آسان طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۲۰

نام	مصنف	زبان	قیمت
۲۰- زکوٰۃ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۳۰
۲۱- آپ کے سوالوں کا آسان حل (حصہ اول)	//	ہندی	۳۰
۲۲- جھاڑ پھونک اور تعویز گنڈے (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۲۰
۲۳- اسلام کی بنیادی معلومات سوال وجواب کی روشنی میں	//	ہندی	۳۵
۲۴- رسول اللہ ؐ کی سیرت سوال وجواب کی روشنی میں	//	ہندی	۳۰
۲۵- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی	//	ہندی	۳۰
۲۶- بیوی شوہر کی ذمہ داریاں (شریعت کی روشنی میں)	//	ہندی	۳۰
۲۷- آدھونک ہندی ویاکرن اور میڈیا لیکھن	//	ہندی	۹۰
۲۸- سورۂ فاتحہ کی تفسیر	//	ہندی	۳۰
۲۹- توحید کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۳۰
۳۰- پوتر قرآن کا سندیش انسانی دنیا کے نام	//	ہندی	۳۰
۳۱- اسلام دھرم تلوار سے پھیلایا سداچار سے		ہندی	۴۰
۳۲- موبائل سے سمبندھت مسائل (شریعت کی روشنی میں)	//	ہندی	۱۵
۳۳- اللہ کے پیارے نبی ؐ ایک نظر میں	//	ہندی	۱۵
۳۴- سرشٹی کا شرشٹا اور قرآن	//	ہندی	۱۵
۳۵- اسلام؟	//	ہندی	۰۵
۳۶- آخری رسول کب، کہاں اور کون	//	ہندی	۹۰
۳۷- حضرت محمد ﷺ اور جزیرۂ عرب	//	ہندی	۳۰
۳۸- غیر مسلموں سے تعلقات اور مذہبی آزادی	//	ہندی	۳۰
۳۹- اسلام میں جزیہ، خراج اور ذمیوں کے اختیارات	//	ہندی	۲۵
۴۰- قرآن کے مثالی نمونے اور لازوال معجزہ	//	اردو	۳۰
۴۵- قرآن میں انسان کا مقام اور اس کا اعلیٰ مقصد	//	اردو	۳۰
۴۲- اعمال کو باطل کرنے والی چیزیں اور نیت کی اہمیت	//	اردو	۳۰
۴۳- اسلامی قانون وراثت اور میراث کی تقسیم	//	اردو	۳۰
۴۴- امت محمدیہ کی عزت کا معیار اور بنی اسرائیل	//	اردو	۳۰

۴۵۔ اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق	//	اردو	۴۰
۴۶۔ ہندو دھرم، ان کے فرقے تنظیمیں اور اداروں کا تعارف	//	اردو	۷۰
۴۷۔ حضرت محمدؐ کا ذکر اور مورتی پوجا کی ممانعت ویدوں کی دنیا میں	//	اردو	۲۰
۴۸۔ بودھ دھرم اور اسلام	//	اردو	۵۰
۴۹۔ غیر مسلموں میں طریقۂ دعوت اسلوب انبیاء کی روشنی میں	//	اردو	۶۰
۵۰۔ قیامت تک کے فتنے (رسول ﷺ کی پیشین گوئی کی روشنی میں)	//	اردو	۵۵
۵۱۔ طلاق کا اسلامی طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۳۰
۵۲۔ اللہ کی طرف سے رزق کی تقسیم (اور کمزور طبقے کی کفالت)		اردو	۳۰
۵۳۔ قرآن کے مطابق دولت کا استعمال		اردو	۶۰
۵۴۔ زکوٰۃ اور مصارف زکوٰۃ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۱۵
۵۵۔ رسول اللہ ﷺ کی مختصر سیرت (مستند کتب سیرت کی روشنی میں)	//	اردو	۲۰
۵۶۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے انمول موتی (سوال وجواب کی روشنی میں)		اردو	۱۸
۵۷۔ رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک اور آپؐ کی سنتیں	//	اردو	۵۵
۵۸۔ داڑھی کی اہمیت (شریعت کی روشنی میں)	//	اردو	۳۰
۵۹۔ مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ	//	اردو	۳۰
۶۰۔ روزہ، تراویح، صدقہ، اور اعتکاف کے احکام ومسائل	//	اردو	۳۰
۶۱۔ حج اور عمرہ کا مکمل طریقہ (شریعت کی روشنی میں)	//	اردو	۱۵
۶۲۔ اسلامی کویز (سوال وجواب کی روشنی میں)	//	اردو	۳۵
۶۳۔ تفسیر کا بنیادی مآخذ اور مفسر کی خصوصیت	//	اردو	۲۰
۶۴۔ ہندوستان میں قرآن کے ترجمے وتفاسیر کا مختصر تعارف	//	اردو	۲۰
۶۵۔ اسلام میں تجارت کا طریقہ	//	اردو	۱۰۰
۶۶۔ اسلامی معاشیات کا تقابلی جائزہ	//	اردو	۲۰
۶۷۔ اسلام کا زرعی نظام	//	اردو	۴۰
۶۸۔ دولت کی پیدائش اور عدیات قدرت	//	اردو	۳۰
۶۹۔ مسلمانوں کے فرقے اور اُن کے عقائد	//	اردو	۶۰
۷۰۔ حرام حلال اور مباح چیزیں	//	اردو	۲۰

۷۱۔ حضرت محمد ﷺ کی صفات	//	اردو	۳۰
۷۲۔ الہندوسیہ مبادوٴھا عقائدوھا، مسلما تہا واحدافہا	//	اردو	۴۰
۷۳۔ ذکر محمدؐ فی الوید	//	عربی	۳۰
۷۴۔ محمد دی لاسٹ پروفٹ۔ انڈر دی شیڈ آف وید	//	انگریزی	۴۰
۷۵۔ محمد ﷺ انڈ اسٹیٹس اوف ورشپ	//	انگریزی	۳۰
۷۶۔ بیسک ٹیچنگ آف اسلام	//	انگریزی	۶۰
۷۷۔ دی سواڈ آف اسلام	//	انگریزی	۳۰
۷۸۔ آذان، اے کالنگ فار ہیومینٹی	//	انگریزی	۲۰
۷۹۔ اسلام؟	//	انگریزی	۷۰
۸۰۔ منتخب احادیث (مصنف: حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ) (مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)		ہندی	۶۰
۸۱۔ قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف بغاوت (مصنف: امام حرم عبداللہ السبیل) (مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)		ہندی	۱۰
۸۲۔ عقیدۃ الواسطیہ (مصنف: احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ) (مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)		ہندی	۴۰
۸۳۔ سلاسل اربعہ (مصنف: مولانا ابوالحسن علی ندوی) (مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)		ہندی	۱۵
۸۴۔ دارارقم کا احسان انسانی دنیا پر (مصنف: مولانا ابوالحسن علی ندوی)		ہندی	۲۰
۸۵۔ مانوتا آج بھی اسی چوکھٹ کی محتاج ہے (مصنف: مولانا محمد حسنیؒ) (مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)		ہندی	۲۰
۸۶۔ رمضان کا تحفہ (مصنف: مولانا محمد رابع حسنی ندوی) (مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)		ہندی	۲۰
۸۷۔ یکساں سول کوڈ اور مہیلاؤں کے ادھیکار (مصنف: مولانا محمد رابع حسنی ندوی) (مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)		ہندی	۲۰
۸۸۔ مالک ومخلوق میں شریشٹھ کون؟ (وچارک: محمد مصطفیٰ قادری) (تصحیح وترتیب: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)		ہندی	۲۰
۸۹۔ یتیموں کی کفالت (مصنف: محمد عامر صدیقی ندوی) (ترجمہ: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)		ہندی	۲۰

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک

اور

آپ ﷺ کی سنتیں

اس میں رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک اور آپ ﷺ کے کھانے پینے، سونے جاگنے، کپڑا پہننے، کنگھا کرنے، تیل لگانے ناخن کاٹنے، استنجاء کرنے، جوتا پہننے، انگوٹھی پہننے، مسجد اور گھر میں داخل ہونے، بازار جانے، گفتگو کرنے، وضو، غسل، اذان، نماز، دعاء، رمضان، عیدین، سفر، سلام، نکاح، میت اور اس سے متعلق سنتوں سے لے کر آپ ؐ کے اخلاق و عادات کا تفصیل سے ذکر ہے۔

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی فتحپوری

(صدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ-۲۰ (یو، پی)